اصحاب صفہ رضؓ

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری

عطیہ بک ڈپو دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ عزوجل

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداة والعشی یریدون وجھہ

تذکرہ احوال

حضرات اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم

جس میں صفہ اور اصحاب صفہ کے احوال مستند کتابوں سے اخذ کر کے لکھے گئے ہیں۔

تالیف

مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلندشہری

ناشر

عظیم بک ڈپو دیوبند

نام کتاب .... اصحاب صفہؓ

مصنف .... مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

طبع اول .... ستمبر ۲۰۰۱ء

کمپوزر کتابت ...... ٹکنوگراف کمپیوٹنگ سسٹم Ph: 22031

باہتمام .... عبدالرحمٰن عثمانی ابن عبداللہ راہی

صفحات ۴۸

قیمت .... =/۱۳ روپے

ملنے کا پتہ

عظیم بک ڈپو جامع مسجد دیوبند

فون 23845 (01336)

فہرست مضامین

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ اللہ العلی العظیم
ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد درسگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے طالب علم یعنی حضرات اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال وواقعات احقر نے اس رسالہ میں درج کئے ہیں چونکہ میرا موضوع یہ ہے کہ اصحاب صفہؓ کی زندگی بہ حیثیت اصحاب صفہؓ ہونے کے ذکر کروں اس لئے تمام اصحاب صفہؓ کی فہرست مرتب نہیں کی اور نہ ان حضرات کے پورے احوال زندگی (نسب وطن وغیرہ) جمع کئے، مقصد صرف یہ ہے کہ درسگاہ نبوی کے طالب علموں کے احوال معلوم کر کے آج کے مسلمان بھی ان کی اقتدا کریں اور دین اور علم دین کو ہر حال میں مقصد زندگی بنائیں، حضرات اصحاب صفہؓ کی بھوک وپیاس، فقر وفاقہ اور ان سب کے باوجود محبت الٰہی میں سرشار رہنے اور آخرت کے لئے دنیاوی لذتوں کو قربان کردینے کے حالات معلوم کر کے اس دور کے مسلمان بھی ان کے قدم بہ قدم چلنے پر آمادہ ہوجائیں اور آخرت کو اپنا مقصد زندگی بنالیں، اس مقصد کے پیش نظر چند اوراق جمع کردئے ہیں، ناظرین سے درخواست ہیکہ اس کتاب کو خود پڑھیں، دوسروں کو سنائیں اور مطالعہ کرنے کے لئے دیں، اور احقر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہ

محرم الحرام ۱۳۷۲ھ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفہؓ اور اصحاب صفہؓ

صفہ عربی زبان میں چبوترہ کو کہتے ہیں، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل مسجد سے باہر ایک سایہ دار چبوترہ بنا دیا گیا تھا اس پر وہ مہاجرین حضرات جو نہ کاروبار کرتے تھے نہ ان کے پاس گھر بار تھا نہ اہل وعیال مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں سے دین متین کے سیکھنے کے لئے بھوک و پیاس کو اپنی غذا بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپڑے تھے، ان حضرات کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی، کیوں کہ وہ مسافر حضرات بھی باہر سے آکر اسی چبوترہ پر ٹھہر جایا کرتے تھے جن کا مدینہ منورہ کے کسی باشندہ سے تعارف اور تعلق نہ ہوتا تھا مسافر مہمان آجاتے تو اصحاب صفہؓ کی تعداد بڑھ جاتی تھی اور مسافر چلے جاتے تو تعداد کم ہوجاتی تھی، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

واصحاب الصفةؓ زهاد من الصحابة رضي الله تعالى عنهم وهم الفقراء الغرباء الذين كانوا ياوون الى مسجد النبي صلى الله عليه وسلم وكانت لهم في اخره صفة وهي مكان منقطع من المسجد مظلل يبيتون عليه وياوون عليه قاله ابراهيم الحربي

اصحاب صفہؓ وہ پردیسی اور بے سروسامان صحابہ تھے جو دنیا سے بے رغبت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو قیام گاہ بنائے ہوئے تھے، مسجد کے آخر میں ان کے (قیام کے) لئے ایک چبوترہ تھا جو مسجد سے علیحدہ تھا اور اس پر سایہ کے لئے کچھ پڑا ہوا تھا اس پر رات گذارتے تھے، ابراہیم حربی اور قاضی عیاض نے ایسا ہی فرمایا ہے، اصحاب صفہ

والقاضی عیاض وکانوا یقلون ویکثرون ففی وقت کانوا سبعین وفی وقت غیر ذلك وقد بلغوا اربعمأۃ کما ذکرہ القرطبی فی تفسیر سورۃ النور ومثله فی الکشاف عند قوله تعالیٰ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللّٰہ فیزیدون بمن یقدم علیھم وینقصون بمن یموت اویسافر اویتزوج۔

رضی اللہ عنہم کبھی کم ہوجاتے تھے اور کبھی بڑھ جاتے تھے، کبھی ستر ہوگئے اور کبھی اس سے کم وبیش، حتی کہ چار سو تک پہنچ گئے تھے جیسا کہ علامہ قرطبیؒ نے سورہ نور کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے اور تفسیر کشاف میں (بھی) سورہ آل عمران کی آیت لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ کی تفسیر کرتے ہوئے ایسا ہی لکھا ہے۔

جب باہر سے لوگ ان میں آکر شامل ہوجاتے تھے تو ان کی تعداد بڑھ جاتی تھی اور جب ان میں سے کوئی وفات پاجاتا یا مدینہ منورہ سے چلا جاتا یا نکاح کرکے (گھربار والا ہوجاتا) تو ان کی تعداد گھٹ جاتی تھی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اصحاب صفہؓ کے ایک سو ایک نام گنائے ہیں (جو ان کو معلوم ہوسکے) اور ایک مستقل رسالہ میں ان حضرات کے اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں، محدث حاکم نے اپنی مشہور کتاب مستدرک میں چونتیس نام تحریر فرمائے ہیں، حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء میں ۳۲ نام لکھے ہیں، حافظ ابن حجرؒ تعالیٰ کی تحریر کے موافق ابن الاعرابی اور سلمی نے بھی ان حضرات کے اسماء گرامی جمع کیے ہیں، (ذکرہ فی فتح الباری باب نوم الرجال فی

۱؎ تہذیب الاسماء واللغات۔

مسجد) اس کتاب کے آخر میں ان شاء اللہ تعالیٰ اصحاب صفہؓ کے اسمائے گرامی درج کرونگا جو حاکمؒ نے مستدرک میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں لکھے ہیں:

حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں:

تاملت هذه الاخبار الواردة فی اهل الصفة فوجدتهم من اکابر الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم ورعا وتوکلا علی الله عزوجل وملازمة لخدمة الله ورسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اختار الله تعالیٰ لهم ما اختاره لنبیه صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم من المسکنة والفقراء والتضرع لعبادة الله عزوجل وترك الدنیا لاهلها۔

وہ روایات جو اصحاب صفہؓ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، میں نے ان میں غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے کے بارے میں (اور اللہ کے دین) اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے پڑ جانے کی صفت میں بڑے درجے کے صحابہؓ میں سے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وہی پسند فرمایا جو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند فرمایا تھا یعنی فقر و فاقہ اور مسکینی اور اللہ کے سامنے رو دھو کر عبادت کرنے اور دنیا کو دنیا والوں کے حوالے کرنے کی صفت سے ان کو نواز دیا، جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خوبیوں سے نوازا تھا۔

فقر و فاقہ کی حالت

حضرات اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فقر و فاقہ کا یہ عالم تھا کہ (بعض مرتبہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں کھڑے ہوئے بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے، اور دیہات سے آنے والے ان کو دیکھ کر کہتے تھے ھٰؤلاء مجانین (یہ دیوانے ہیں جو نماز پڑھتے پڑھتے گر پڑے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوجاتے تو ان سے فرماتے تھے کہ اگر تم کو معلوم ہوجائے کہ اس فاقہ اور بھوک کی وجہ سے تم کو کیا ملنے والا ہے تو تم اس سے بھی زیادہ فاقہ اور محتاجگی کی تمنا کرو[1]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم سات آدمی تھے اور سب بھوکے تھے، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (آپس میں تقسیم کرنے کے لیے) سات کھجوریں عنایت فرمائیں اور فی کس ایک ایک کھجور حصہ میں آئی[2]۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک روز میں صفہ میں موجود تھا (اور میرے شریک حال دیگر اصحابؓ صفہ بھی تھے) ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں بھجوائیں، اس وقت ہماری بھوک کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک کھجور کھانے کو نفس نے گوارا نہ کیا بلکہ ہر لقمہ میں جلدی جلدی دو دو کھجوریں کھانے لگے اور آپس میں سب نے کہہ دیا کہ ہر شخص دو دو ملا کر کھائے (تاکہ کوئی زیادہ نہ کھا جائے اور کوئی ٹوٹے میں نہ رہ جائے[3]۔

---

[1] الترغیب والترہیب۔

[2] الترغیب والترہیب۔

[3] حلیۃ الاولیاء۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو زمین سے چپکا دیا کرتا تھا اور یہ بھی کرتا تھا کہ پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا[1]، حضرت ابو ہریرہؓ اپنا ایک واقعہ یوں بھی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے تین روز تک کھانے کو کچھ نہ ملا جس کی وجہ سے ایسا ضعف ہو گیا کہ صفہ تک جانا چاہتا تھا تو چلتے چلتے گر جاتا تھا، یہ حالت دیکھ کر لڑکے کہنے لگے، ابو ہریرہؓ دیوانہ ہو گئے، میں نے کہا تم دیوانے ہو، تم دیوانے ہو، جو کسی بے چارے کو بغیر حال معلوم کئے دیوانہ بتا رہے ہو، اسی طرح گرتے پڑتے میں صفہ تک پہنچا وہاں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید کے دو پیالے ہدیہ پیش کئے گئے ہیں اور آپ ان پیالوں کو اصحابؓ صفہ کو کھلا رہے ہیں، قریب ہو کر میں بار بار اچکنے لگا تا کہ مجھ پر (بھی) آپ کی نظر پڑ جائے، اور مجھے بھی بلالیں حتیٰ کہ وہ سب فارغ ہو گئے اور میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا، ایک پیالہ کے کناروں میں جو کچھ رہ گیا تھا اس کو جمع فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرما دیا جو ایک لقمہ سے زیادہ نہ تھا اور فرمایا کل بسم اللہ (اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھالو) خدا کی قسم اس میں اتنی برکت ہوئی کہ میں اس کو کھاتا رہا، یہاں تک کہ میرا پیٹ بھر گیا[2]۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بھوک کی وجہ سے بے ہوش پڑا رہتا تھا اور راہ چلنے والے مجھے دیوانہ سمجھ کر میری گردن پر پاؤں رکھ کر جاتے[3] اور دیوانگی بھلا کہاں وہ تو بھوک کی وجہ سے بے ہوشی تھی[4]۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء

[2] الترغیب والترہیب

[3] اس وقت عرب میں دیوانگی کا یہ علاج سمجھا جاتا تھا کہ اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا جائے۔

[4] شمائل ترمذی۔

گذارہ کی صورتیں

حضرات اصحاب صفہؓ کے گذارے کی مختلف صورتیں تھیں ایک صورت یہ تھی کہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ آتا تھا تو آپ سب ان ہی کے پاس بھیج دیتے تھے اور خود ذرا بھی نہ کھاتے کیوں کہ آپ کو صدقہ کھانا درست نہیں تھا، اور جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تھا تو ان کے پاس بھی بھیج دیتے تھے اور خود بھی کھاتے تھے[1]۔ اور مدینہ منورہ کے رہنے والے صحابہؓ بھی ان حضرات کا خصوصی خیال رکھتے تھے، حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ:

بنيت صفة لضعفاء المسلمين فجعل المسلمون يوغلون اليها ما استطاعوا من خير۔

صفہ ضعفائے مسلمینؓ کے لئے بنایا گیا تھا لہٰذا (اہل وعیال اور مال والے) حضرات جس قدر بھی ہو سکتا تھا صفہ میں کھانے پینے کی چیزیں بھیجا کرتے تھے۔

ایک صورت ان حضرات کے گذارہ کی یہ تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کو مدینہ منورہ سے اہل وعیال والے مسلمانوں پر تقسیم کردیا کرتے تھے، چناں چہ حضرت محمد بن سیرینؒ کا بیان ہے کہ:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا امسى قسم ناسا من اهل الصفةؓ بين ناس من اصحابهؓ۔

جب شام ہوجاتی تھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہؓ کو دے کر صحابہؓ کو تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔

لہٰذا کوئی اپنے ساتھ ایک کو لے جا کر کھلاتا تھا اور کوئی دو افراد کو لے

---

[1] حلیۃ الاولیاء

جاتا تھا اور کوئی تین حضرات کی مہمانی اپنے سر لیتا اور گھر لے جا کر کھلاتا تھا حتیٰ کہ بعض صحابہ دس حضرات کو بھی لے جاتے تھے اور حضرت سعد بن عبادہؓ ہر رات اپنے ہمراہ اسی افراد کو لے جاتے تھے اور اپنے گھر لے جا کر کھلاتے تھے[1]۔

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں (بھی) اصحاب صفہ میں شامل تھا جب شام ہو جاتی تو ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ پر حاضر ہو جاتے تھے لہٰذا آپ نے کسی[2] ایک ایک آدمی تقسیم کر دیتے تھے، پھر جو بچ جاتے تھے جو (عموماً) دس یا کم و بیش ہوتے تھے ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ بٹھا کر اپنے کھانے میں سے کھلاتے تھے، جب ہم کھا کر فارغ ہو جاتے تھے تو آپ فرما دیتے تھے کہ (جاؤ) مسجد میں سو جاؤ، ایک روز ایسا ہوا کہ میں پیٹ کے بل مسجد میں سو رہا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں گذر ہوا تو آپ نے پیر کے اشارے سے مجھے جگا کر فرمایا کہ اے جندب[3] یہ کس طرح لیٹے ہو؟ یہ تو شیطان کا لیٹنا ہے[4]۔

حضرت طخفہ بن قیس غفاریؓ فرماتے ہیں جو اصحابؓ صفہ میں سے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو یہ حکم دیا (کہ اصحابؓ صفہ کو ہمراہ لے جا کر کھلائیں) لہٰذا کوئی شخص ایک آدمی کو لے گیا کوئی دو کو لے گیا، حتیٰ کہ ہم پانچ افراد بچ گئے، لہٰذا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ چلو میرے ساتھ آؤ، لہٰذا ہم آپ کے ہمراہ چل دیئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچے وہاں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ:

---

1. حلیۃ الاولیاء۔
2. غالباً یہ اس وقت ہوتا ہوگا جب کہ اصحاب صفہ کم ہوتے تھے۔
3. جندب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔
4. حلیۃ الاولیاء۔

یا عائشۃ اطعمنا واسقینا اے عائشہ! ہم کو کھلا دو پلا دو۔

چنانچہ وہ دلیہ کی قسم کا پکا ہوا کھانا لائیں جسے ہم نے کھالیا، اس کے بعد وہ حریرہ لائیں اسے بھی ہم نے کھالیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر وہ ایک چھوٹے پیالہ میں دودھ لائیں جب ہم نے دودھ پی لیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم چاہو تو یہیں سو جاؤ اور چاہو تو مسجد میں جاکر سو رہو، ہم نے عرض کیا کہ (نہیں ہم یہاں نہیں سوتے) مسجد میں جاتے ہیں[1]۔

ان روایات سے معلوم ہوا جو حضرات باقی رہ جاتے تھے حضور اقدس ان کو ساتھ لے جاکر اور خود اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے پلاتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاص شان تھی کہ بھوک پیاس اور محنت ومجاہدہ میں اپنے صحابہؓ کے شریک حال رہتے تھے وہ بھوکے ہیں تو آپ بھی بھوکے ہیں، اصحاب صفہؓ کا کھلانا دوسروں کے ذمہ کر رہے ہیں تو خود بھی ان کو کھلا رہے ہیں، ان کے پیٹوں پر ایک پتھر ہے تو آپ کے شکم مبارک پر دو پتھر ہیں، صحابہؓ مسجد بنا رہے ہیں تو آپ بھی اس عمل میں شریک ہیں، صحابہؓ خندق کھود رہے ہیں تو آپ بھی ان کے ہمراہ بنفس نفیس شریک عمل نظر آتے ہیں، غزوہ بدر کو جارہے ہیں، سواری کے لئے اونٹ کم ہیں تو فی اونٹ تین افراد کو شریک فرماتے ہیں اور اپنے لئے مستقل اونٹ نہیں رکھتے بلکہ حضرت علی اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک اونٹ میں شریک ہو جاتے ہیں اور اپنے نمبر پر پیدل چلتے ہیں اور جب دونوں سوار ہو جاتے اور عرض کرتے کہ آپ سوار رہیں آپ کی طرف سے ہم پیدل چل لیں گے تو ارشاد فرماتے کہ:

---

[1] حلیۃ الاولیاء۔

ما انتما باقوی منی وما انا باغنی عن الاجر منکما
(مشکوۃ شریف)

تم مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں اور نہ بات ہے کہ میں تمھاری بہ نسبت اجر کا کم محتاج ہوں بلکہ میں اور تم سب ہی اجر کے محتاج ہیں پھر میں کیوں نہ پیدل چلوں

فصلی اللہ تعالیٰ علی سید رسلہ محمد وآلہ بقدر حسن کمالہ وجمالہ.

حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ اصحابؓ صفہ بے سروسامان حضرات تھے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے (ایک روز ایسا ہوا کہ میرے باپ حضرت) ابوبکرؓ تین آدمیوں کو لے آئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو لے گئے اور ہمارے والد صاحب (مہمانوں کو گھر پہنچا کر) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور وہیں کھانا کھالیا اور کھانے کے بعد پھر وہیں ٹھہرے رہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ لی، نماز پڑھ کر پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حتیٰ کہ آپ نے کھانا کھالیا (اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ نے بھی کھایا اس کے بعد پھر دیر تک بیٹھے رہے، پھر اچھی خاصی رات گذرنے کے بعد گھر آگئے۔ گھر آنے پر آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر اتنی دیر آپ کس وجہ سے غیر حاضر رہے؟ والد صاحب نے دریافت فرمایا کہ تم نے ابھی تک ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ انہوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کو غصہ آ گیا اور فرمایا خدا کی قسم میں آج کے اس کھانے میں سے کبھی نہ کھاؤں گا،

حضرت ابوبکرؓ کا یہ فرمانا تھا کہ آپ کی بیوی نے بھی قسم کھالی کہ میں بھی نہ کھاؤں گی اور مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی (ابوبکرؓ کے بغیر) نہ کھائیں گے[1]۔

جب یہ منظر سامنے آیا تو حضرۃ ابوبکرؓ کا غصہ فرو ہو گیا اور فرمایا کہ ہمارا غصہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا کھانا منگا کر کھانا شروع کر دیا[2]۔ اور آپ کے ساتھ مہمانوں نے بھی کھایا، اس کھانے میں اس قدر برکت ہوئی کہ جب کوئی لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے وہ اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ جاتا تھا، یہ ماجرا دیکھ کر (تعجب سے) حضرت ابوبکرؓ نے بیوی سے فرمایا کہ قبیلہ بنی فراس والی یہ کیا ماجرا ہے، بیوی نے (بھی تعجب سے) عرض کیا کیا بتلاؤں میرا دل باغ باغ ہو جارہا ہے یہ تو باوجودیکہ کھایا جارہا ہے پھر بھی اس سے تین گنا زیادہ ہے جتنا پہلے تھا، بہر حال سب نے کھایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی اس کھانے میں سے بھیجا، بعد میں ہم کو معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اس میں سے کھایا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اصحابؓ صفہ میں سے تھا، ایک روز میں نے روزہ رکھا جب شام ہوئی تو نماز پڑھ قضائے حاجت کے لئے چلا گیا، کیوں کہ اس روز میرے پیٹ میں تکلیف تھی، جب میں واپس آیا تو کھانا کھایا جاچکا تھا اور اصحابؓ صفہ فارغ ہو چکے تھے، اب میں نے دل میں سوچا کے کس کے پاس پہنچوں غور کرنے کے بعد دل میں آیا کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس جاؤں

---

[1] بخاری و مسلم

[2] حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو کوئی قسم کھالیوے اور پھر اس کے خلاف کرنے کو اس کے پورا کرنے سے اچھا سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دیدے اور جو بہتر ہے اسی کو کرلے حضرت صدیق اکبرؓ نے اس پر عمل کیا جب ایسی صورت پیش آئے تو علماء سے تفصیلی طور پر مسئلہ معلوم کر کے عمل کریں۔

وہ اس وقت مسجد میں موجود تھے اور نماز کے بعد نفلیں پڑھ رہے تھے، جب وہ نفلوں سے فارغ ہو گئے تو میں ان کے قریب ہو گیا، اور عرض کیا کہ مجھے کوئی آیت سکھا دیجئے (آیت کا صرف بہانہ تھا ورنہ حقیقتاً) میرا مطلب یہ تھا کہ (باتوں باتوں میں) کھانے کو پوچھ لیں اور ساتھ لے جا کر کھلا دیں، انہوں نے مجھے سورہ آل عمران کی کچھ آیتیں سکھا دیں اور مسجد سے اٹھ کر گھر کو چل دیئے، میں بھی ان کے ساتھ چل دیا، حتیٰ کہ جب دروازہ پر پہنچے تو مجھے چھوڑ کر اندر چلے گئے اور دیر ہو جانے پر بھی اندر سے میری کوئی خبر نہ لی، میں نے خیال کیا کہ باہر نکلنے کے کپڑے اتارنے میں دیر ہو گئی ہے، میرے لئے کھانا بھیجنے والے ہیں لیکن بہت دیر ہو گئی اور میرے لئے کچھ بھی اندر سے نہ آیا تو میں چل دیا[1]، چلا جا رہا تھا، کہ سامنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے مل گئے، آپ نے فرمایا "ابو ہریرہؓ آج تو تمہارے منہ کی بو (جو روزہ کی وجہ سے ہو جایا کرتی ہے) بڑی تیز ہے" میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! میں نے آج روزہ رکھا تھا اور اب تک افطار کی نوبت نہیں آئی اور نہ کچھ افطار کے لئے میرے پاس ہے، فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو میں آپ کے ساتھ چل دیا حتیٰ کہ آپ اپنے دولت کدہ پر پہنچ گئے اور باندی سے فرمایا کہ لاؤ وہ پیالہ لے آؤ، چناں چہ وہ پیالہ لے آئی جس میں ذرا بہت کھانا تھا جو صرف اس کے کناروں میں لگا ہوا تھا، میں نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا اور پیالہ میں ہر طرف کو ٹٹول ٹٹول کر نکالتا رہا حتیٰ کہ میرا پیٹ بھر گیا[2]۔

حافظ ابو نعیمؒ حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

---

[1] دوسری روایت میں حضرت عمرؓ نے دوسرے روز فرمایا کہ ہمارے پاس کچھ ہوتا تو تم کو کھلا دیتے لیکن اس وقت ہم تم برابر تھے۔

[2] حلیۃ الاولیاء۔

وھو (یعنی ابا ھریرۃ) اشھر من سکن الصفۃ واستوطنھا طول عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینتقل عنھا وکان عریف من سکن الصفۃ من القاطنین ومن نزلھا من الطارقین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یجمع اھل الصفۃ لطعام حضرۃ تقدم الی ابی ھریرۃ لیدعوھم ویجمعھم لمعرفتہ بھم ومنازلھم ومراتبھم۔

حلیۃ الاولیاء۔

وہ صفہ میں قیام کرنے والوں میں سب سے زیادہ مشہور ہیں حضور اقدس ﷺ جب تک بقید حیات رہے حضرت ابو ہریرہؓ صفہ ہی میں رہے اور وہاں سے منتقل نہیں ہوئے صفہ میں اقامت کرنے والوں کو اور وہاں آکر قیام کرنے والوں کو خوب جانتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اصحاب صفہ کو کھانے کے لئے بلانے کا ارادہ فرماتے تو حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس پہنچتے اور ان سے ارشاد فرماتے کہ اصحابؓ صفہ کو بلاؤ اور جمع کرو کیوں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ان سب کو خوب جانتے تھے اور ان کے مراتب سے بھی خوب واقف تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے جو بخاری شریف میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سخت بھوک کی وجہ سے میں راستہ میں بیٹھ گیا جہاں سے صحابہؓ گذرتے تھے، چناں چہ حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے، میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور میرا مطلب آیت پوچھنا نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ اپنے ساتھ لے چلیں اور کھانا کھلادیں، (لیکن وہ آیت بتا کر) گذرے چلے گئے، اور مجھے ساتھ نہ لیا، پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو القاسم صلی

اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور چہرا دیکھ کر آپ نے میرا مقصد پہچان لیا اور فرمایا کہ ابو ہریرہؓ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! فرمایا آؤ چلے آؤ، میں آپ کے پیچھے پیچھے چلدیا حتی کہ آپ اپنے دولت کدہ تک پہنچ گئے، دروازے پر پہنچ کر آپ نے گھر والوں سے اندر آنے کی اجازت چاہی، چناں چہ آپ کو اندر بلایا گیا (اور چوں کہ میرے لئے بھی اجازت لی تھی اس لئے میں بھی آپ کے ساتھ اندر چلا گیا، گھر میں ایک پیالہ میں دودھ رکھا ہوا تھا آپ نے گھر والوں سے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ عرض کیا فلاں شخص نے خدمت عالی میں ہدیہ بھیجا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! فرمایا جاؤ، اصحاب صفہ کو بلالاؤ، اصحابؓ صفہ (صرف) اسلام کے مہمان نہ تھے نہ ان کے پاس گھر بار تھا نہ مال وعیال، نہ کسی خاص آدمی کے یہاں ٹھیرے ہوئے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تو ساری اصحاب صفہؓ کے لئے بھیج دیتے تھے اور اس میں سے ذرا بھی استعمال نہ فرماتے تھے اور جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تھا تو ان سب کو ملا کر کھلا دیتے تھے اور خود بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاتے تھے اور جب آپ نے فرمایا کہ اصحابؓ صفہ کو بلاؤ تو میرے نفس کو یہ بات بڑی گراں گذری اور جی ہی جی میں کہا کہ اصحابؓ صفہ کے مقابلے میں اتنے دودھ کی کیا حقیقت ہے (جو آپ سب کو بلوا رہے ہیں چوں کہ میں زیادہ بھوکا تھا اور آپ مجھے ساتھ بھی لائے ہیں لہٰذا) میں زیادہ حقدار ہوں کہ اس میں سے کچھ ذرا سا مل جائے جس سے قوت حاصل ہو اور مزید یہ بات بھی کھٹکی کہ جب اصحابؓ صفہ آجائیں گے تو آپ مجھ ہی کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو پلا (پلانے والے کا نمبر آخر میں ہوتا ہی ہے اس لیے) تو قوی اندیشہ ہے کہ میرے لئے ذرا سا بھی نہ بچے گا۔

لیکن چوں کہ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا، اس لئے میں گیا اور اصحابؓ صفہ کو بلا لایا، وہ سب آگئے اور دروازے پر پہنچ کر انھوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی، اور اندر آکر بیٹھ گئے، آپ نے فرمایا: ابو ہریرہؓ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! فرمایا لو یہ پیالہ لے کر سب کو پلادو، میں نے پیالہ لیا اور سب کو پلانا شروع کیا (خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ) وہ ذرا سا دودھ بڑھتا ہی گیا، یکے بعد دیگرے میں ہر ایک کو دیتا گیا اور سب نے پیٹ بھر کر پی لیا حتی کہ وہ پیالہ لے کر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، کیوں کہ آپ سب کے آخر میں تشریف رکھتے تھے، آپ نے مجھ سے پیالہ لے لیا اور مسکراتے ہوئے فرمایا ابو ہریرہؓ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! فرمایا اب میں اور تم ہی رہ گئے، میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے درست فرمایا۔

اس کے بعد مجھ سے فرمایا بیٹھو اور پیو میں نے بیٹھ کر پیا اور بس کر دیا، آپ نے فرمایا اور پیو، میں نے اور پیا، فرمایا اور پیو، آپ اسی طرح فرماتے رہے کہ اور پیو اور پیو، کہ حتی کہ میں نے کہہ دیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اب تو اس کے جانے کی ذرا بھی جگہ نہ رہی، فرمایا لاؤ مجھے دو میں نے پیالہ آپ کو پیش کر دیا، آپ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر (بم سب کا بچا ہوا) نوش فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں آتی تھیں تو حضرات اصحابؓ صفہ کے لئے روزانہ ایک مدلہ دو شخصوں کے گذارے کے لئے عنایت فرما دیتے تھے جس کو حضرت طلحہ بن عمرؓ یوں روایت فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا تو اگر مدینہ میں اس کی کسی سے

لہ ایک مد دو رطل کا اور ایک رطل ۳۴ تولہ ڈیڑھ ماشہ تولہ کا ہوتا ہے۔

جان پہچان ہوتی تھی تو اس کے پاس قیام کر لیتا تھا اور اگر کوئی جان پہچان والا نہ ہوتا تھا تو صفہ میں ٹھہر جاتا تھا، میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جن کو صفہ میں ٹھہرنا پڑا تھا، چناں چہ میں نے ایک شخص کو اپنا ساتھی (خوراک کا شریک) بنالیا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روزانہ ہر دو شخصوں کے لئے ایک مد عنایت کیا جاتا تھا[۱]۔

ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا سلام پھیرا تو اصحابؓ صفہ میں سے ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

یارسول اللہ فذ احرق التمر بطوننا وتخرقت عنا الخنف۔	اے اللہ کے رسول (ﷺ) کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا دیئے روزانہ انکا کھانا دشوار ہو گیا اور موٹے کپڑے جو ہم پہنے ہوئے ہیں پھٹ گئے۔

یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد اپنا حال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"دس سے کچھ اوپر ایسے دن گذرے ہیں کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے صرف اراک (پیلو) کے پھل کھا کر گذارا کیا ہے، مکہ میں ہم نے ایسی ایسی سختیاں اٹھائی ہیں اس کے بعد ہم مدینہ میں اپنے انصاری بھائیوں کے پاس آگئے ان کے پاس کھانے کا اکثر سامان کھجوریں ہی ہیں (ان کے خرچ میں) انہوں نے دریغ نہیں کیا بلکہ ہمارے ساتھ سلوک کیا، اب میں ان کے سوا اور چیزیں کہاں سے لاؤں، اللہ کی قسم اگر میں تمہارے لئے گوشت روٹی پاتا تو تم کو کھلا دیتا لیکن یہ بات تم سے ضرور کہے دیتا ہوں کہ شاید تم ایسا زمانہ ضرور

---

[۱] حلیۃ الاولیاء۔

پاؤ گے جس میں کعبہ کے پردوں کی طرح (اچھے کپڑے) پہنو گے اور صبح و شام (مختلف پیالے) تمہارے سامنے رکھے جائیں گے۔

حضرات اصحاب صفہ کے گذارے کی ایک یہ بھی صورت تھی کہ کچھ صحابہؓ لکڑیاں کاٹ کر لاتے تھے اور ان کو فروخت کر کے حضرات اصحاب صفہ کے لئے کھانا فراہم کرتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ:

"کچھ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ ایسے لوگوں کو بھیج دیں جو (ہماری قوم کو) قرآن اور سنت نبویہ کی تعلیم دیں، ان کے عرض کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ان ستر حضرات کو بھیجدیا جو قرأ کہلاتے تھے، ان میں میرے ماموں بھی تھے جن کا نام حرام تھا، ان حضرات کا مشغلہ (مدینہ میں رہتے ہوئے) یہ تھا کہ رات کو قرآن شریف پڑھتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو سنا کر یاد کرتے تھے، اور دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے تھے اور لکڑیاں کاٹ کر لاتے تھے اور ان کو فروخت کر کے اصحاب صفہ اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے تھے، ان میں سے ستر قاریوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بھیجدیا، لیکن ان لوگوں نے دھوکا دیا اور ان حضرات کو منزل مقصود پر پہنچنے سے قبل شہید کر دیا، ان شہیدوں نے دنیا سے چلتے وقت دعا کی کہ اے اللہ تو ہمارے نبی کو خبر پہنچادے کہ ہم تجھ سے آملے ہیں اور تو ہم سے راضی ہوگیا اور ہم تجھ سے، چناں چہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی[۲]"

---

[۱] حلیۃ الاولیاء۔

[۲] جمع الفوائد

کپڑوں کی کمی

اصحاب صفہ جیسا کہ کھانے پینے کے اعتبار سے بے سروسامان تھے اسی طرح ان کے پاس کپڑوں کی بھی کمی تھی، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر اصحابؓ صفہ کو اس حال میں دیکھا کہ ان میں کسی کے پاس بھی بڑی چادر نہ تھی (جس سے پورا جسم ڈھک لیتے) ہر ایک کے پاس ایک تہمد تھا اور یا چھوٹی سی چادر تھی، اسی کو ہر ایک نے اپنی اپنی گردن میں باندھ رکھا تھا جو کسی کے آدھی پنڈلیوں تک اور کسی کے ٹخنوں تک پہنچی ہوئی تھی اور ستر چھپانے کے لئے اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھے[۱]۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ایک ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جن میں سے کسی کا کپڑا گھٹنوں تک پہنچا ہوا تھا اور کسی کا اس سے نیچا تھا جب رکوع کرتے تھے تو اسے ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے تا کہ ستر نہ کھل جائے[۲]۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں اصحابؓ صفہ میں سے تھا اور ہم میں سے کسی پر بھی پورا کپڑا نہ تھا (جس سے بدن ڈھک جاتا، چوں کہ کپڑا دھونے اور نہانے کے لئے کم از کم دو کپڑوں کا ہونا ضروری ہے تا کہ ایک پہنے رہے اور دوسرے کو دھوکر یا غسل کر کے سکھا دیوے، اس لئے ان کپڑوں کے دھونے اور نہانے کی نوبت کم آتی تھی جس کی وجہ سے) پسینہ کے باعث ہماری کھالوں پر میل اور غبار کافی مقدار میں چڑھ گیا[۳]۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کو بعض علماء نے اصحابؓ صفہ میں سے شمار کیا ہے

---

۱ حلیۃ الاولیاء۔

۲ حلیۃ الاولیاء۔

۳ حلیۃ الاولیاء۔

لیکن حافظ ابونعیمؒ کا فرمان ہے۔

وحاله قريب من حال اهل الصفة وان كان انصاري الدار لايثاره الفقر والتعفف.[1]

ابوسعید خدریؓ اگرچہ اصحابؓ صفہ میں سے نہ تھے لیکن انکا حال اصحاب صفہؓ کے حال سے قریب ہے اگرچہ وہ انصاری تھے اور گھر والے تھے۔

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ انہوں نے فقر کو ترجیح دی تھی اور فقر کو اختیار کرتے ہوئے مخلوق کے سامنے حاجت نہ رکھنے کو اپنا شیوہ بنایا تھا۔

ان ہی حضرت ابوسعید خدریؓ کی ایک روایت میں ہے (جو آئندہ پوری آئے گی) کہ ایک روز فرض ضعفائے مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھ گیا، اس وقت ان کا یہ حال تھا کہ کپڑوں کے نہایت ہی کم ہونے کی وجہ سے اس طرح آگے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دوسرے کو آڑ بنا کر اپنے ننگے پن کو چھپاتا تھا۔[2]

اصحاب صفہؓ پر اللہ جل شانہ کا خاص کرم

حضرات اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی محتاجگی اور فاقہ کشی میں مست تھے لیکن پھر بھی طبعی طور پر بتقاضائے بشریت کبھی انکو اس امر کی تمنا ہوئی کہ ہمارے پاس دنیا کے سامان ہوتے تو اچھا تھا، اس کے جواب میں اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ

اور اگر اللہ تعالیٰ خوب دیدے رزق بندوں کو تو ضرور بغاوت کریں زمین میں

---

[1] حلیۃ الاولیاء

[2] مشکوٰۃ شریف کتاب فضائل القرآن۔

حافظ ابو نعیمؒ حلیۃ الاولیاء میں اپنی سند کے ساتھ عمرو بن حریث وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیوں کہ انہوں نے دنیا (پاس ہونے کی) تمنا کی تھی، اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

زوی اللّٰہ عزوجل عنھم الدنیا وقبضھا البقاء علیھم وصونا لھم لئلا یطغوا فصاروا فی حماہ محفوظین من الاثقال ومحروسین من الاشغال لاتذھلھم الاموال ولاتغیر علیھم الاحوال۔

اللہ جل شانہ نے دنیا ان کے پاس آنے سے روک دی اور ان تک نہ پہنچنے دی تاکہ ان کی ممتاز جگہ والی زندگی کو باقی رکھیں اور ان کو (فتنہ کی چیز سے) بچائیں تاکہ سرکش نہ ہوجائیں لہٰذا اس سبب سے وہ اللہ کی حفاظت میں (حساب کے) بوجھوں سے محفوظ ہوگئے اور مال ہونے پر جو اللہ کو بھولتے اور دنیا میں پڑنے کی وجہ سے جو مختلف حالات سے گذرتے ان سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بچالیا۔

درحقیقت اللہ جل شانہ کا یہ بہت بڑا کرم ہے کہ کسی کو دنیا کے مال ومتاع سے بچادے اور اسے فتنوں کی چیزوں میں نہ ڈالے جو اس کی آخرت کو برباد کردیں، ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ:

ان رسول اللّٰہ ﷺ قال اذا احب اللّٰہ عبدا حماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمہ الماء[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ جب اللہ جل شانہ کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں تو اسے دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جیسے تم اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتے ہو۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اثنتان یکرھھما ابن ادم یکرہ الموت والموت خیر للمومن من الفتنۃ ویکرہ قلۃ المال وقلۃ المال اقل الحساب۔[1]

انسان دو چیزوں کو اچھا نہیں سمجھتا حالاں کہ وہ دونوں اس کے لئے بہتر ہیں وہ موت سے کراہت کرتا ہے حالاں کہ موت مومن کے لیے بہتر ہے جس کی وجہ سے فتنہ سے بچ جائے گا اور وہ مال کی کمی کو اچھا نہیں سمجھتا حالاں کہ مال کی کمی حساب کی کمی کا سبب ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں جنت[2] کے دروازے پر کھڑا ہوتو دیکھا اس میں اکثر بے پیسہ والے ہیں اور مال والے ابھی حساب دینے کے لئے اٹکے ہوئے ہیں ہاں جن مالداروں کو دوزخ میں جانا تھا، ان کو دوزخ میں بھیجنے کا حکم نافذ ہو چکا تھا اور میں دوزخ کے دروازہ پر (اس کے اندر کا حال دیکھنے کے لیے) کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں اکثر عورتیں ہیں[3]۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرات اصحابؓ صفہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے دریافت فرمایا کیا حال ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ اللہ نے خیریت کے ساتھ رکھا ہے، اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم آج اچھی حالت میں ہو (کیوں کہ دین سیکھتے

---

[1] مشکوٰۃ شریف۔
[2] میدان حشر کا ایک منظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا تھا اس کو آپ نے ان لفظوں میں بیان فرمایا۔
[3] بخاری شریف۔

سکھاتے ہو اور اس پر عمل کرتے ہو اور فتنوں میں ڈالنے والی چیزیں تمہارے پاس نہیں ہیں) اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب کہ صبح کو ایک پیالہ میں کھاؤ گے اور شام کو دوسرا پیالہ تمہارے سامنے رکھا جائے گا (جس میں صبح کے سالن کے علاوہ دوسرا سالن ہوگا اور جب کہ دونوں وقت علیحدہ علیحدہ سالن پکے گا تو روٹی کی بھی بہتات ہوگی اور طرح طرح کی روٹی پکائی جائے گی اور تم اپنے مکانوں کو اس طرح کپڑوں سے ڈھانکو گے جیسے کعبے کو ڈھانکا جاتا ہے، یہ سن کر حضرات اصحاب صفہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ تو فرمایئے کہ وہ مال پاس ہونے کا دور اس صورت میں آئیگا جب کہ ہم دیندار ہوں گے؟[1] آپ نے فرمایا ہاں! اس پر انہوں نے عرض کیا کہ بس تو ہم اس روز اچھے حال میں ہوں گے (کیوں کہ دین پر بھی چل رہے ہوں گے اور دنیا جو پاس ہوگی اسے بھی دین پر خرچ کریں گے اس لئے اس وقت ہم صدقے کریں گے اور غلام آزاد کریں گے (اور یہ ثواب بھی ملے گا جس سے ہم آج مال پاس نہ ہونے کی وجہ سے محروم ہیں پھر آپ یہ کیسے فرما رہے ہیں کہ ہم آج اچھی حالت میں ہیں)

یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں (نہیں) تم آج ہی بہتر ہو جب دنیا تم کو ملے گی تو آپس میں حسد کرنے لگو گے اور آپس کے تعلقات توڑو گے اور آپس میں بغض رکھنے لگو گے،[2] مستدرک حاکم میں ہے کہ آپ نے فرمایا تم آج ہی بہتر ہو آج تم آپس میں محبت رکھتے ہو اور اس روز ایک

---

[1] صحابہؓ نے جو یہ دریافت کیا کہ وہ مالداری کا دور اس حالت میں آئے گا کہ ہم اپنے دین پر ہوں گے؟ اس سوال سے ان حضرات کے ایک خاص ذہن کا پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ مالداری انکو اس صورت میں بھاتی تھی جب کہ دین پر ہوتے ہوئے زندگی گذاری جائے لیکن اگر مال سے دین برباد ہوتا ہو تو وہ اس سے کوسوں دور بھاگنے والے تھے۔ (منہ عفا اللہ عنہ)

[2] حلیۃ الاولیاء

دوسرے کی گردن مارو گے[1]، دنیا جب آتی ہے تو تنہا نہیں آتی بلکہ اپنے ساتھ حسد، بغض، عداوت، مقدمہ بازی، حرص، آخرت سے غفلت، اللہ سے بعد، خواہشات نفس کی پیروی اور دیگر مصیبتیں لے کر آتی ہے لہٰذا وہ بندے بہت مبارک ہیں جو دنیا کے سازوسامان سے محروم ہیں نہ دنیا میں کسی سے الجھیں نہ آخرت میں حساب کے میدان میں کھڑے پریشان ہوں۔

حضرات اصحاب صفہؓ کا اللہ کے یہاں مرتبہ

فقروفاقہ بڑی اچھی نعمت ہے بشرطیکہ کوئی اس کی قدر کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے (یعنی میری رضا اور خوشی) اپنے ضعیفوں (کی خیر خبر لینے) میں تلاش کرو (مال کے اعتبار سے ضعیف ہوں یا اور کسی اعتبار سے) کیوں کہ تم کو جو رزق ملتا ہے اور تمہاری جو مدد ہوتی ہے وہ تمہارے ضعیفوں کی وجہ سے ہے، دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رب اشعث مدفوع عن الابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ[2]	بہت سے وہ بندے جس کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اور جن کو دروازوں سے ہٹادیا جاتا ہے

(ان کا اللہ کے یہاں یہ درجہ ہے) کہ اگر اللہ سے کوئی کام کرانے کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری فرمادیں۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے عائشہ مساکین سے محبت رکھو اور ان کو اپنے سے قریب کر کیوں کہ ایسا کرنے سے اللہ تجھے اپنے قریب کرے گا[3]۔

---

[1] مستدرک حاکم

[2] مشکوٰۃ شریف

[3] مشکوٰۃ شریف۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) بے پیسہ والے مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھ گیا اور یقین جانو کہ اس وقت ان کے پاس کپڑوں کی اس قدر کمی تھی کہ ننگے پن کی وجہ سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر اپنے بدن کو چھپاتے تھے، وہیں ایک قرآن پڑھنے والا سب کو قرآن سنا رہا تھا کہ اچانک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو قرآن سنانے والے صاحب خاموش ہو گئے جب وہ خاموش ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور اس کے بعد فرمایا کہ تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا "اللہ کی کتاب سن رہے تھے" یہ جواب سن کر فرمایا الحمد للہ الذی جعل من أمتی من أمرت أن أصبر نفسی معھم (سب تعریف) اس اللہ کے لئے ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو کر دیا جن کے ساتھ مجھے اپنے آپ کو ٹھہرائے رکھنے کا حکم ہوا ہے اس کے بعد آپ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ (نشست کا امتیاز ختم کرنے کے لئے) اپنے آپ کو ہم میں ملا کر برابری والی شان ظاہر فرمائیں۔

اس کے بعد آپ نے (حلقہ بنانے کے لئے) دست مبارک سے اشارہ فرمایا لہٰذا سب نے حلقہ بنالیا اور سب کے چہرے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بے پیسہ والے مہاجروں کی جماعت تم یہ خوشخبری قبول کرلو کہ قیامت کے روز تم کو نور تام (پورا نور) عنایت کیا جائے گا، قیامت کے روز تم مالدار لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آدھا دن (آج کل کے دنوں کے حساب سے پانچسو برس کے برابر ہوگا، یہ جنت میں مزے کر رہے ہوں گے اور وہ حساب دے رہے ہوں گے[1]۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نے ان کو مالداروں سے پہلے جنت میں داخل ہونے کی

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۴۱ عن ابو داؤد

خوشخبری سنائی تو ان کے چہروں کے رنگ کھل گئے اس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ ان کی خوشی دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔

حضرت خباب بن الارتؓ سورہ انعام کی آیت ولا تطرد الذین یدعون ربھم الآیۃ کا شان نزول بیان فرماتے تھے کہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (یہ دونوں دنیا کے لحاظ سے مال وعزت والے تھے) جب یہ بارگاہ رسالت میں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ، حضرت عمارؓ، حضرت صہیبؓ اور خبابؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب ان دونوں کی نظر ان خاصان خدا پر پڑی تو ان کو حقیر سمجھا اور ان کے ساتھ بیٹھنے کو اپنی کسر شان سمجھ کر، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم کو اپنے ساتھ بٹھانے کا اس طرح موقع دیں کہ عرب ہماری فضیلت سمجھیں، آپ کے پاس عرب کے وفود آتے ہیں لہٰذا ہم کو شرم آتی ہے کہ آنے والے لوگ ہم کو غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں، لہٰذا جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں تو آپ ان کو ہمارے ساتھ نہ بیٹھنے دیا کریں اور جب ہم آپ سے گفتگو کر کے فارغ ہو جائیں تو چاہیں تو آپ ان کو اپنی مجلس میں بٹھالیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گفتگو سنی تو (ان کو اسلام سے مانوس کرنے کے لئے) ان کی درخواست منظور فرمالی، ان دونوں نے عرض کیا کہ آپ اس کا عہد نامہ لکھ دیں لہٰذا آپ نے ایک کاغذ منگایا اور لکھنے کے لئے حضرت علیؓ کو بلایا کہ اچانک جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

لے　اخرجه فی المشکوٰۃ ص ۳۹۷ وعزاہ الی الدارمی ولفظه فلقد رأیت الوانهم اسفرت حتی تمنیت ان اکون معهم۔

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداوة والعشي يريدون وجهه ما عليك من حسابهم من شيء وما من حسابك عليهم من شيء فتطردهم فتكون من الظالمين.	اور ان کو دور نہ کیجئے جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں اس کی رضا کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ سے متعلق نہیں اور نہ آپ کا حساب ذرا بھی ان سے متعلق ہے کہ آپ ان کو نکال دیں اور بے انصافوں میں سے ہو جائیں۔

اس آیت میں حضرات فقرائے مہاجرین کی یہ تعریف فرماتے ہوئے کہ اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں مجلس سے ہٹانے کی ممانعت فرمائی اور پھر اگلی آیت میں ایسے بے جا درخواست کرنے والوں کے متعلق فرمایا:

وكذلك فتنا بعضهم ببعض ليقولوا اهؤلاء من الله عليهم من بيننا اليس الله باعلم بالشاكرين.	اور اسی طور پر ہم نے ایک کو دوسرے کے ذریعہ آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ (یوں) کہیں کیا یہ لوگ ہیں جن کو ہم سب میں سے انتخاب کرکے

ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے، کیا اللہ شکر گذاروں کو خوب جاننے والا نہیں۔

اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ایماندار بندوں کی قدر بڑھانے کیلئے فرمایا:

واذا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا فقل سلام عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة.	اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے سلام علیکم فرمایئے (اور یہ بھی) فرمایئے کہ تمہارے رب نے رحمت اپنے ذمہ کر لی ہے۔

اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اثر

ہوا کہ آپ نے اس کاغذ کو پھینک دیا اور ہم (مسکینوں) کو بلایا، ہم حاضر ہوئے تو آپ نے سلام علیکم فرمایا (جیسا کہ آیت میں ارشاد ہوا تھا) اور ہم آپ کے اس قدر قریب بیٹھ گئے کہ اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیئے ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی کے آنے پر) اپنی مجلس سے فقراء ومہاجرین کو نہ اٹھانے کا فیصلہ فرمالیا، لیکن یہ بات ضرور تھی کہ جب تک آپ کو بیٹھنا ہوتا تھا ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے تھے اور جب تشریف لے جانا ہوتا تھا تو ہم کو چھوڑ کر چلے جاتے تھے لہٰذا اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا.

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ بٹھائے رکھئے جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں، محض اس کی رضا چاہتے ہیں اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹنے پائیں اور ایسے شخص کا کہا نہ مانئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہش نفسانی پر چلتا ہے اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے۔

حضرت خباب بن الارتؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے (یعنی فقرائے مہاجرین کے) ساتھ یہ طرز عمل ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم بیٹھے رہتے تھے اور جب وہ وقت ہو جاتا تھا جس پر آپ کو اٹھنا ہوتا تو ہم خود ہی اٹھ جاتے تھے اور آپ کو چھوڑ دیتے تھے اور اگر ہم نہ اٹھتے تو آپ بیٹھے ہی رہتے تھے اور ہم

کو چھوڑ کر اٹھ جانا گوارہ نہ فرماتے تھے، خواہ کتنی ہی دیر ہو جاتی[1]۔

دوسری روایت میں ہے جس کے حضرت سلمان فارسیؓ راوی ہیں کہ جب سورۂ کہف کی مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فقرائے مہاجرین کو تلاش کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے حتی کہ یہ حضرات آپ کو مسجد کے آخری حصہ میں مل گئے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے ان حضرات پر نظر پڑی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یُمِتْنِیْ حَتّٰی اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَ قَوْمٍ مِّنْ اُمَّتِیْ.

یہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس سے پہلے موت نہیں دی جب تک کہ مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ اپنی امت میں سے ایک جماعت کے ساتھ اپنے کو ٹھہرائے رکھوں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا مَعَكُمُ الْمَحْيَا وَمَعَكُمُ الْمَمَاتُ یعنی میرا جینا اور مرنا تمہارے ہی ساتھ ہے[2]۔ حضرت جعیل بن سراقہ ضمریؓ بھی اصحاب صفہ میں سے تھے اور بہت ہی زیادہ مسکین اور حال سے بے حال تھے ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (مال تقسیم فرماتے ہوئے) ان کو کچھ بھی نہ دیا اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو سو (اونٹ) عنایت فرمائے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیینہ اور اقرع جیسوں سے ساری زمین بھی بھری ہو تو (اللہ کے نزدیک) تنہا جعیل ان سب سے بہتر ہوگا۔ رہی لینے دینے کی بات تو ان کو اسلام قبول کرنے کے لئے مال دے کر مائل اور

---

[1] حلیۃ الاولیاء۔

[2] حلیۃ الاولیاء۔

مالوف کرتا ہوں اور جعیل کے لئے اسلام کافی ہے۔[1] (اس کے نزدیک مال کی کچھ حقیقت نہیں اسے اسلام ہی پر مگن رہنا چاہئے)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے سوال کرتے ہوئے فرمایا بتلاؤ جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟ صحابہ نے عرض کیا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی خوب جانتے ہیں، یہ جواب سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے وہ

فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ	فقراء ومہاجرین داخل ہوں گے جن
تُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ يَمُوْتُ	کی وجہ سے تکلیف دینے والی چیزوں
أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِيْ	اور حالتوں سے بچا جاتا ہے یعنی اللہ
صَدْرِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُ لَهَا قَضَاءً	تعالیٰ ان کی وجہ سے امت کو تکلیف

دینے والی چیزوں اور حالتوں سے بچاتے ہیں) وہ بے چارے سینوں میں اپنی حاجتیں دبائے ہوئے دنیا سے چلے جاتے ہیں جن کے پورا کرنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی تھی۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جب وہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے لگیں گے) تو فرشتے کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم تیرے فرشتے ہیں اور تیرے (مقرر کردہ انتظاموں کے) مہتمم ہیں اور تیرے آسمانوں کے رہنے والے ہیں، ان کو ہم سے پہلے جنت میں داخل نہ فرما اس کے جواب میں اللہ جل شانہ فرمائیں گے یہ میرے خاص بندے ہیں، جنہوں نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بنایا اور ان کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ

---

[1] حلیۃ الاولیاء، مطلب یہ ہے کہ جعیل اسلام ہی کو اپنے لئے اتنی بڑی نعمت سمجھتے ہیں کہ ان کے نزدیک اسلام کے ہوتے ہوئے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

دنیا میں) یہ مصیبت کی چیزوں سے (مخلوق کو) بچانے کا ذریعہ تھے (اوران کے صبر واستقلال کا یہ عالم تھا کہ) ان کو اس حال میں موت آئی تھی کہ اپنی اپنی حاجتیں سینوں میں دبائے ہوئے تھے جن کو پوری کرنے کی کوئی صورت نہ تھی لہٰذا ان کی (یہ فضیلت سن کر ہر دروازہ سے فرشتے ان کے پاس (جنت میں) یوں کہتے ہوئے پہنچیں گے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ یعنی [1] تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم نے صبر کیا پس اس جہاں میں تمہارا انجام یہ ہوا۔

اصحاب صفہؓ اور دیگر فقرائے کا اس لئے رونا کہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے عاجز ہیں

۹ھ میں غزوہ تبوک کے لئے تیار ہونے کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی اور اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ سے چندہ کی بھی اپیل کی جس میں حضرات صحابہؓ نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق خوب حصہ لیا، تبوک مدینہ منورہ سے بہت دور تھا، پیدل پہنچنا بہت ہی مشکل اور دشوار تھا اس لئے سواریوں کا انتظام کیا گیا تھا، چند تنگ دست صحابہؓ تعداد میں سات افراد تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہماری بھی سواری کا انتظام فرمادیں تاکہ ہم بھی غزوہ میں شریک ہوسکیں، ان کی درخواست سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ (میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر تم کو سوار کروں) یہ سن کر ساتوں حضرات روتے ہوئے اور غزوہ کی شرکت سے محرومی پر افسوس کرتے ہوئے آپ کے

---

[1] حلیۃ الاولیاء

پاس سے چلے گئے، ان سات حضرات میں سالم بن عمیرؓ بھی تھے جو اصحاب صفہؓ میں سے تھے اللہ رب العزت نے آیت ذیل میں ان حضرات کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ

اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ اور الزام ہے جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آئے کہ آپ ان کو سواری دیدیں تو آپ نے ان سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس پر تم کو سوار کردوں وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ اس رنج سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں کہ ان کو خرچ کرنے کو میسر نہیں۔

ان ساتوں حضرات میں سے ایک حضرت ابو لیلیٰؓ اور ایک حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بھی تھے، یہ دونوں ساتھ ساتھ روتے ہوئے جا رہے تھے کہ راستے میں ابن یامین النضری سے ملاقات ہوگئی انہوں نے سوال کیا کہ کیوں روتے ہو؟ دونوں نے اپنا قصہ سنایا اور رونے کی وجہ بتائی، لہٰذا ابن یامین نے ان کو ایک اونٹنی اور کھجوریں زاد راہ کے طور پر دے دیں، چناں چہ دونوں حضرات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شرکت کے لئے روانہ ہوگئے۔

ان ہی سات بزرگوں میں حضرت عتبہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، انہوں نے بارگاہ رسالت سے واپس ہوکر رات کو بڑی دیر تک نماز پڑھی اور پھر اللہ کی جناب میں رو رو کر عرض کیا "اے اللہ! آپ نے جہاد کا حکم فرمایا اور اس کی ترغیب دی اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے اس کی طاقت نہ دی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا مال دیا جس کے ذریعے آپ مجھے سواری عنایت فرما دیتے جب صبح ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے، آپ نے

بھرے مجمع میں فرمایا کہ رات کو جس نے صدقہ کیا ہے کھڑا ہو جائے، یہ سن کر کوئی کھڑا نہ ہوا، آپ نے پھر فرمایا تو حضرت علبہ بن زیدؓ کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا کہ تم بشارت قبول کرو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارے رونے دھونے کی وجہ سے تمہارے لئے مقبول شدہ زکوٰۃ کا ثواب لکھا گیا[1]۔

اصحاب صفہؓ کے پاس سید عالم ﷺ کا تشریف لا کر بیٹھنا اور ان کے دلوں کو دنیا سے ہٹا کر آخرت کی طرف متوجہ کرنا

اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرات اصحاب صفہؓ کا جو مرتبہ تھا اس کی تفصیل گذشتہ اوراق سے معلوم ہو چکی ہے اسی مرتبہ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کی خاص قدر فرماتے تھے اور ان کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے ان کو دین سکھاتے اور آخرت کی چیزوں کی قدر و قیمت سے آگاہ فرما کر دنیاوی ساز و سامان سے ان کے دلوں کو بیزار فرماتے رہتے تھے، حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم صفہؓ میں موجود تھے، اور تشریف لا کر فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح کے وقت بازار بطحان اور عقیق میں جائے اور بلا کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے دو ایسی اونٹنیاں پکڑ لائے جو خوب موٹی تازی ہوں، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ہم سب کو پسند اور مرغوب ہے، یہ سن کر

---

[1] البدایہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (دنیا کی حقیر اور فنا ہونے والی اونٹنیوں سے رغبت رکھنے کے بجائے) تم میں سے کوئی شخص ایسا کیوں نہ کرے کہ صبح کے وقت (مسجد میں) پہنچ کر اللہ کی کتاب میں سے دو آیتیں (کسی کو) سکھادے یا خود ہی تلاوت کرے یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر عمل ہوگا اور تین آیات کا (پڑھنا یا پڑھانا) تین اونٹنیوں سے اور چار آیات کا (پڑھنا پڑھانا) چار اونٹنیوں سے افضل ہے (پھر قاعدہ کلیہ کے طور پر فرمایا کہ) اور اس سے آگے جہاں تک بھی حساب لگاتے جاؤ اور آیتوں اور اونٹنیوں کا مقابلہ کرتے جاؤ تو) آیتیں ہی اونٹوں اور اونٹنیوں سے افضل ہوں گی، یعنی کوئی شخص جس قدر آیات پڑھے یا پڑھائیگا ان آیات کی تعداد کے بقدر اونٹوں کے حاصل کرنے سے افضل عمل ہوگا۔

بطحان اور عقیق مدینہ منورہ کے قریب دو جگہیں ہیں جہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا، عرب والوں کے نزدیک اس زمانہ میں اونٹ نہایت ہی پسندیدہ چیز تھی، خاص کر اس اونٹنی کو تو بہت ہی عمدہ اور قابل قدر سمجھتے تھے جو موٹی تازی اور فربہ ہو، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مزاج کو دیکھ کر رغبت کی چیز سے افضل اور عمدہ عمل کی طرف ان کو متوجہ فرمایا، یہ جو فرمایا کہ بغیر گناہ اور قطع رحمی کے اونٹنیاں حاصل ہو جائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اونٹنیاں گناہ کے ذریعہ حاصل کی جائیں مثلاً چرا کر یا چھین کر یا میراث وغیرہ میں کسی رشتہ دار کے مال پر قبضہ کر لے ان کا ذکر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو اونٹنیاں دنیا و آخرت کے وبال ونقصان کے بغیر حاصل ہو جائیں ان میں سے ہر ایک اونٹنی ہر ایک آیت کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر ہے اور جو اونٹنیاں گناہ اور قطع رحمی کے ذریعہ حاصل کی جائیں (جن پر مواخذہ ہو) ان کا تو آیت کے مقابلہ میں ذکر ہی کیا ہے۔

اس حدیث مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مثال فانی اور باقی کا مقابلہ کر کے بتایا ہے ورنہ ایک آیت کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی

سلطنت بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی، آج نہیں تو موت کل کو دنیا کا سارا دھندا اور سارے منافع جدا کر دے گی، لیکن آیتوں کے پڑھنے اور پڑھانے میں جو ملے گا وہ ہمیشہ کے لئے ساتھ رہنے والی چیز ہے، ملا علی قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

والحاصل انه صلى الله عليه وسلم اراد ترغيبهم في الباقيات وتنفيرهم عن الفانيات فذكر هذا على سبيل التمثيل والتقريب الى الفهم والا فجميع الدنيا احقر من ان يقابل بمعرفة اية من كتاب الله تعالى او بثوابها من الدرجات العلى.

حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو باقیات کی رغبت دلائی اور فانیات سے ان کا دل پھیرا البتہ سمجھانے کی غرض سے اونٹنی کو بطور مثال ذکر فرمایا ورنہ ساری دنیا ہی ایک آیت کے جان لینے اور اس کے ثواب سے جو درجات کی صورت میں ملے گا بہت ہی حقیر ترین ہے۔

اس حدیث کو لکھنے کے بعد حافظ ابونعیمؒ حلیۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرات اصحابؓ صفہ کی توجہ تقاضائے بشریت اسباب دنیاوی پر جانے کا موقع ہوتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کی طرف رغبت دلاتے تھے جو ان کے لئے زیادہ مناسب اور نفع مند تھیں اور جن سے ان کے باطن کا سدھار ہوتا تھا یعنی ان کو ذکر اللہ میں مشغول ہونے اور ان کاموں میں لگنے کی ترغیب دیتے تھے جن سے انوار قلبی حاصل ہوں جن کی وجہ سے آخرت کے خطروں اور ہلاکتوں سے محفوظ رہ سکیں۔

حضرت حسن فرماتے تھے کہ "صفہ" ضعفائے مسلمین کے لئے بنایا گیا تھا

لہٰذا مدینے کے رہنے والے مسلمان جہاں تک ہوسکتا تھا صفہ والوں کے لئے کھانے پینے کی چیزیں بھیجنے میں ذرا کسر اٹھا کر نہ رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کے پاس تشریف لاتے تھے اور یوں فرمایا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الصُّفَّةِ (صفہ والو! تم پر سلام ہو) پھر ان سے دریافت فرماتے تھے کہ کَیْفَ اَصْبَحْتُمْ (کس حال میں صبح ہوئی) وہ عرض کرتے بِخَیْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ[1]۔

ایک روز حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (مسجد نبوی کی طرف چلے تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحابؓ صفہ کو (قرآن شریف) پڑھارہے ہیں اور بھوک کی وجہ سے آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا ہے اور اس سے اپنی پشت قائم کر رکھی ہے[2]۔

ایک مرتبہ آپ حضرات اصحابؓ صفہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے اندر اس طرح گھل مل کر بیٹھ گئے جس سے کہ بیٹھنے میں امتیازی شان نہ ظاہر ہو اور آپ اور وہ برابر معلوم ہوں اس کے بعد ان کو مالدار لوگوں سے پانچسو برس پہلے جنت میں جانے کی خوشخبری سنائی (یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے)

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ ایک جماعت میں حضرت سلمانؓ (فارسی) موجود تھے، یہ جماعت جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی تھی، وہاں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا (آپ کو دیکھ کر) وہ جماعت اپنے مشغلہ سے رک گئی، آپ نے فرمایا تم کیا کر رہے تھے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ کا ذکر کر رہے تھے! فرمایا جو تم کہہ رہے تھے پھر کہو کیوں کہ مجھے تم پر رحمت نازل ہوتی ہوئی نظر آئی، لہٰذا میرا جی چاہا کہ اس رحمت میں تمہارے ساتھ میں بھی شریک ہوجاؤں، اس

---

[1] حلیۃ الاولیاء

[2] حلیۃ الاولیاء

کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَھُمْ (سب تعریف اللہ کے لئے جس نے میری امت میں ایسے لوگ کردیے جن کے ساتھ اپنے نفس کو ٹھہرائے رکھنے کا مجھے حکم دیا گیا)[1]۔

حضرت جرہد بن خویلدؓ بھی اصحابؓ صفہ میں سے تھے ان سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آ کر تشریف فرما ہوئے اس وقت میری ران کھلی ہوئی تھی آپ نے فرمایا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَۃٌ (کیا تمہیں پتہ نہیں کہ ران کا ڈھانکنا ستر چھپانے میں داخل ہے جو شرعاً ضروری ہے)[2]

---

[1] حلیۃ الاولیاء

[2] حلیۃ الاولیاء

اصحاب صفہؓ کے اسمائے گرامی

محدث حاکمؒ نے مستدرک میں جن حضرات اصحاب صفہؓ کے اسمائے گرامی درج کئے ہیں وہ یہ حضرات ہیں:

۱	حضرت سلمان فارسیؓ	۲	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ
۳	حضرت عمار بن یاسرؓ	۴	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
۵	حضرت مقداد بن الاسودؓ	۶	حضرت خباب بن الارتؓ
۷	حضرت بلال بن رباحؓ	۸	حضرت صہیب بن سنانؓ
۹	حضرت زید بن الخطابؓ عمر فاروقؓ کے بھائی	۱۰	حضرت ابوکبشہؓ
۱۱	حضرت ابومرثد العدویؓ	۱۲	حضرت صفوان بن بیضاءؓ
۱۳	حضرت ابوعبس بن جبرؓ	۱۴	حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ
۱۵	حضرت مسطح بن اثاثہؓ	۱۶	حضرت عکاشہ بن محصنؓ
۱۷	حضرت مسعود بن الربیعؓ	۱۸	حضرت عمیر بن عوفؓ
۱۹	حضرت عویم بن ساعدہؓ	۲۰	حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ
۲۱	حضرت سالم بن عمیرؓ	۲۲	حضرت ابوالیسر کعب بن عمروؓ
۲۳	حضرت خبیب بن یسافؓ	۲۴	حضرت عبداللہ بن انیسؓ
۲۵	حضرت ابوذر غفاریؓ	۲۶	حضرت عتبہ بن مسعودؓ
۲۷	حضرت ابوالدرداءؓ	۲۸	حضرت عبداللہ بن زید الجہنیؓ
۲۹	حضرت حجاج بن عمرو الاسلمیؓ	۳۰	حضرت ابوہریرہ دوسیؓ
۳۱	حضرت ثوبانؓ (مولیٰ رسول اللہؐ)	۳۲	حضرت معاذ بن حارث القاریؓ
۳۳	سائب بن خلادؓ	۳۴	ثابت بن ودیعہؓ

محدث حاکمؒ ان حضرات کے اسمائے گرامی لکھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ:

علقت هذه الاسامی من اخبار كثيرة متفرقة فيها ذكر اهل الصفة والنازلين معهم المسجد.

ان ناموں کو میں نے بہت سی متفرق حدیثوں سے اخذ کر کے لکھ دیا ہے جن میں اصحابؓ صفہ اور ان کے پاس آکر قیام کرنے والوں کا ذکر ہے اور ان روایات کی سندیں میں نے حذف کر دی ہیں۔

حافظ ابو نعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء میں جن حضرات کو اصحابؓ صفہ میں سے تسلیم کیا ہے یا جن کے اصحابؓ صفہ میں سے ہونے کی تغلیط نہیں کی وہ یہ ہیں:

حضرت اسماء بن حارثہ، حضرت اغر المزنی، حضرت بلال بن رباح، حضرت البراء بن مالک، حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ثقیف بن عمرو، حضرت ابوذر غفاری، حضرت جرہد بن خویلد، حضرت جعیل بن سراقہ الضمری، حضرت جاریہ بن جمیل، حضرت حذیفہ بن السید، حضرت حارثہ بن النعمان، حضرت حازم بن حرملۃ، حضرت حنظلہ بن ابی عامر غسیل الملائکۃ، حضرت الحکم بن عمیر، حضرت حرملۃ بن ایاس، حضرت خباب بن الارت، حضرت خنیس بن حذافۃ السہمی، حضرت خریم بن فاتک، حضرت خریم بن اوس الطائی، حضرت خبیب بن یسارف، حضرت دکین بن سعد المزنی، حضرت عبداللہ ذوالبجادین حضرت ابولبابۃ الانصاری، حضرت ابورزین، حضرت زید بن الخطاب، حضرت سلمان فارسی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن عامر، حضرت سفینہ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ، حضرت سالم بن عبید الاشجعی، حضرت سالم بن عمیر، حضرت سائب بن خلاد، حضرت شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت شداد بن اسید، حضرت صہیب بن سنان، حضرت صفوان بن بیضا، حضرت طخفۃ بن قیس، حضرت طلحہ بن عمرو، حضرت طفاوی دوسی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حاکم وابونعیمؒ کی دونوں فہرستوں کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے وہ نام جو ایک نے ذکر کیے ہیں دوسرے نے ذکر نہیں کیے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چوں کہ اصحابؓ صفہ کی تعداد چار سو تک بتائی جاتی ہے اس لئے جس کو جو نام معلوم ہو گیا اس نے وہی لکھ دیا، پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض وہ حضرات جن کو محدث حاکم اصحابؓ صفہ میں سے بتاتے ہیں حافظ ابونعیم اس کو تسلیم نہیں کرتے مثلاً ثابت بن ودیعہ جو محدث حاکم کی فہرست کا آخری نام ہے اس کے متعلق حافظ ابونعیم لکھتے ہیں:

وانما نزل الكوفة لا الصفة	وہ کوفہ میں قیام پذیر ہوئے تھے صفہ میں قیام نہیں فرمایا۔

حافظ ابونعیمؒ کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہے کہ بعض کاتبین نے غلطی سے بعض اصحاب قبہؓ اور اصحاب عقبہؓ کو اصحابؓ صفہ میں لکھ دیا ہے اور ایک وجہ اس میں اختلاف کی یہ بھی ہے کہ بعض صحابہ گھر والے تھے لیکن چوں کہ اصحابؓ صفہ کے پاس ان کا اٹھنا بیٹھنا زیادہ تھا اور صبر وفقر کو انہوں نے ترجیح دی تھی اس لئے ان کو بھی بعض راویوں نے اصحابؓ صفہ میں شمار کر لیا مثلاً حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے متعلق حافظ ابونعیم لکھتے ہیں:

خالط اهل الصفة مدة فنسب اليهم.	ایک عرصہ تک اصحابؓ صفہ کے پاس اٹھتے بیٹھتے رہے اس لئے ان ہی کی طرف ان کی نسبت کر دی گئی۔

چوں کہ مجھے اصحابؓ صفہ کے عمومی احوال (فقر وفاقہ) تعلیم وتعلم، ذکر اللہ، محبت آخرت وغیرہ کا ذکر کرنا مقصود ہے اس لئے تمام اسمائے گرامی کی تفتیش میں نہیں لگتا ہوں اور ناموں کی فہرست اسی پر بس کرتا ہوں۔

فکر واعتبار

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے نام لیوا زمین کے چپہ چپہ پر موجود ہیں اسلام کے علوم ومعارف کے جاننے والے اور قرآن وحدیث کے ماہر جگہ جگہ مل جاتے ہیں یہ علوم ہم تک کس طرح پہنچے؟ اس پر اگر ہم غور کریں تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ قرن اول کے مسلمانوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر علوم اسلامیہ کو حاصل کیا اور دنیاوی مشغلوں کو چھوڑ کر یا کم کر کے اسلام کو سیکھنے کے لئے اوقات فارغ کئے پھر ان علوم کو پھیلانے اور دوسروں تک پہنچانے میں بڑی ہمت اور حوصلہ سے کام لیا اور اسلام کی تبلیغ کے لئے ملک اور شہر بہ شہر پھیل گئے۔

حضرات اصحاب صفہؓ کو لے لیجئے کہ دین حاصل کرنے کے لئے برسوں درسگاہ نبویؐ میں بھوکے پیاسے پڑے رہے، فاقوں پر فاقے ہیں پھر بھی مست اور مگن ہیں، کپڑے نہیں ہیں پھر بھی خوش ہیں، گھر در نہیں پھر بھی ہشاش بشاش ہیں، اگر یہ حضرات چاہتے تو صفہ کو چھوڑ کر اور اسلام کے مدرس اعلیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت سے جدا ہو کر کاروبار میں لگ جاتے اور شہروں میں منتشر ہو کر کھاتے کماتے، مکان بناتے، مزے اڑاتے لیکن چوں کہ انہوں نے کھانے پینے اور کسب کرنے کو زندگی کا مقصد نہیں سمجھا تھا اور مکانات بنانے کو دنیا میں آنے کی غرض نہیں بنایا تھا اس لئے ان چیزوں کے پاس نہ ہونے سے ذرا نہ گھبراتے تھے چوں کہ قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا ان کی غذا تھی اللہ کا ذکر ان کا مشغلہ تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات محفوظ کرنا ان کی اہم آرزو تھی اس لئے ان چیزوں میں اگر اپنی کوتاہی دیکھتے تو پریشان ہوتے تھے کیونکہ مقصد زندگی فوت ہوتا نظر آتا تھا۔

ان حضرات نے آخرت سامنے رکھی اپنے باطن کو محبت خداوندی سے معمور

کیا آخرت کے غنا کی آرزو میں فقر وفاقہ کو اختیار کیا، جنت کے محلوں کو دنیا کے مکانوں پر ترجیح دی اور آخرت کے حساب سے بچنے کے لئے دنیاوی سازوسامان سے منہ موڑا اور درسگاہ نبوی کے بھوکے پیاسے طالب علم بن کرامت کے استاد اور مقتدا اور قیامت آنے تک امت کی طرف سے رضی اللہ عنہم کی دعا کے مستحق ہوگئے اور آخرت میں اپنا یہ مقام حاصل کیا کہ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہونے کا شرف ملا اور ان کی عزت بڑھانے کے لئے سید المخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان کے پاس بیٹھے رہا کرو، دنیا سے منہ موڑا، اللہ سے رشتہ جوڑا، یہ اللہ کے ہو گئے اللہ ان کا ہو گیا، علوم کے سمندر پی گئے، معارف کے معدن بن گئے ننگے بھوکے تھے مگر اللہ کے پیارے تھے، روٹی سے پیٹ خالی تھا لیکن ایمان ویقین سے دل لبریز تھا قربانی دی، اس کا پھل ملا، فانی دنیا چھوڑ گئے، باقی کے مستحق ہو گئے۔

آج اسلام زندگیوں سے نکلا ہوا ہے، علوم اسلامیہ کے محافظ بس کاغذ ہی رہ گئے ہیں، مسلمان اس عہدہ کو چھوڑتے جارہے ہیں، اسلام اجنبی ہے اس کے احکامات سے زندگی کا ہر شعبہ خالی ہے، اللہ کے ذکر سے زبانیں معمور نہیں بلکہ غیبتوں اور لایعنی باتوں سے لبریز ہیں، علوم قرآن وحدیث کو قابل تحصیل نہیں سمجھا، بلکہ فلسفہ اور جغرافیہ، سائنس اور دیگر دنیاوی علوم کیلئے زندگیاں وقف ہیں، اچھے اچھے دیندار کہلانے والے اور قرآن وحدیث کے مدرس اپنے بچوں کو اسکولوں اور کالجوں کی نظر کر کے کفر والحاد کے حوالے کر رہے ہیں، یہ پیٹ وتن اور کمانے کھانے سے آگے نہ فکر ہے نہ ہمت، نہ حوصلہ نہ ارادہ، روٹی ہونی چاہئے اور ایمان کی ضرورت نہیں، کپڑا اجلا ہو خواہ دل پر الحاد وکفر کے عقائد کی سیاہی چڑھی ہو مکان اچھا ہو خواہ نماز غارت ہو رہی ہو، یہ آج کے مسلمان کی حالت ہے۔

دینی مدارس طلباء سے خالی ہوتے جارہے ہیں اور جو طلباء ان مدارس میں

نظر آتے ہیں اچھا کپڑا اچھا کھانا محبوب و مرغوب ہے، بھوک و پیاس سے محبت نہیں رہی، دینی علوم پڑھنے کے زمانے میں کسی کو طب کی طرف توجہ ہے، کوئی منشی فاضل اور مولوی فاضل کی سند حاصل کرنے کے لئے سرگردان ہے، کوئی میٹرک کے امتحان کے لئے محنت کر رہا ہے، کوئی بی اے اور ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کی امنگوں میں گم ہے حالاں کہ یہ چیزیں دین اور علم دین کا نہیں چھوڑتی ہیں کیوں کہ جو حکیم بنا یا کسی کالج کا پروفیسر ہو گیا وہ دینی خدمت سے گیا اور جو صرف مولوی ہی رہ گیا اسے تنخواہ کم ملتی ہے اب چوں کہ دنیا سے لگاؤ ہے اس لئے اہل دنیا کی طرف نظر ہے بھوک پیاس سے محبت نہیں۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا

بھوک اور پیاس کو غذا بنا کر دینی علوم پڑھیں اور پڑھائیں اور دنیا سے نظریں ہٹا کر درسگاہ نبویؐ کے طالب علموں کی طرح زندگی بسر کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور اپنے باطن کو محبت الٰہیہ سے معمور کریں، اور دینی خدمت کو مقصود بنا دیں تو قلوب منور ہو جائیں، اللہ کے یہاں بھی معزز ہوں دنیا والے بھی قدر کریں جو صرف نماز کے امام ہیں امت کے ہر کام کے امام ہو جائیں لیکن المنایا علی متن البلایا لذتوں کو قربان کرنے کی ضرورت ہے۔

آج اسلام کی خدمت کے لئے نہ فقیر تیار ہے، نہ مالدار، تنگ دست، اور مفلس بھی علوم دینیہ سے ناواقف ہیں اور مالدار سرمایہ دار بھی، نہ ان کو آخرت سے محبت ہے نہ ان کو، نہ مالدار دین کو پھیلانے اور اس کے حاصل کرنے پر راضی ہیں نہ تنگدست، اور دونوں فریق (عملاً) یہ سمجھتے ہیں کہ نہ ہمارے ذمہ دین پر خود چلنا ہے اور نہ دوسروں کو چلانا ہے، مالدار کے پاس ٹیلیویژن، ناچ گانوں اور گاجوں باجوں، اور فحاشی و عیاشی اور دیگر گناہوں میں روپیہ برباد کرنے کو خوب ہے لیکن دین کی خدمت کے لئے اقتصادی حالت خراب ہے عیسائیوں کی

طرح شکل وصورت بنانے اور ان جیسا لباس سلوانے کے لئے تو سب کچھ موجود ہے لیکن محلہ کی مسجد اور گاؤں کے مدرسہ کے لئے خرچ کرنے کو کچھ بھی پاس نہیں غریبوں سے دین سیکھنے کے لئے کہو اور اسلام پھیلانے کی ترغیب دو تو مالداروں پر ٹال دیتے ہیں، دنیا کمانے میں سرگرداں ہیں، لیکن پھر بھی نصیب نہیں اور دین کو (اپنے خیال میں) اس لئے نہیں سیکھتے کہ ننگے بھوکے ہیں حالاں کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے برابر آج کوئی بھی نہیں ہے، اگر فقر وفاقہ اور تنگ دستی دین سیکھنے سکھانے سے روکنے والی چیز ہوتی تو بس حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی بھوک اور پیاس ہی کو لئے بیٹھے رہتے اور دین ان سے آگے نہ بڑھتا، مسلمانوں آنکھیں کھولو اور اللہ سے لو لگاؤ اس کے دین کی خدمت کرو۔ (کلا إنها تذکرة فمن شاء ذکره)

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علی سید رسله محمد واله واصحابه اجمعين